۵

آدمی نامہ

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

سننا
- منظوم کلام سے متعلق اشارات اور اہم نکات سُن کر ان کے فہم کا تجزیہ کر سکیں۔
- مختلف سمعی ذرائع سے کہانی، نظم، واقعہ، تقریر، اعلان، خطبہ، گفتگو، خبر، ڈراما، ہدایت اور فیچر سُن کر الفاظ کے اصطلاحی، مجازی اور کنایاتی معانی تک رسائی حاصل کر سکیں۔

پڑھنا
- مختلف منظوم اصنافِ ادب پڑھ کر شعرا کے طرزِ تحریر کی شناخت کر سکیں۔
- مختلف عبارات کی غرض و غایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ کر سکیں۔
- کسی بھی نظم کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ اس کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے اس پر اپنی رائے دے سکیں۔
- عبارت کو درست تلفظ، لب و لہجے، اتار چڑھاؤ اور ضرورت کے مطابق تاثر کے ساتھ پڑھ سکیں۔

لکھنا
- نظم کے اشعار کی حوالوں (شاعری کے پس منظر، انداز بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کر سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر مصنف / شاعر اور قاری کے نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال لکھ سکیں۔

قواعد / زبان شناسی
- متشابہ الفاظ کو پہچان کر تحریر و تقریر میں استعمال کر سکیں۔

خاص	اَبدال	بے نَوا	تاڑنا	تیغ	دِل پذیر
الفاظ	زَردار	قُطب	کَرامات	کَشف	کَماتا ہے

ہدایات برائے اساتذہ کرام

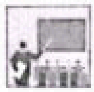

- طلبہ کو اُردو نظم نگاری کی روایت سے آگاہ کریں۔ نظم پاروں کی غرض و غایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھ کر ان کا مناسب اور محتاط موازنہ کریں تاکہ طلبہ خود بھی غرض و غایت اور ساخت کو پیشِ نظر رکھ کر ادب پاروں (نظمیہ / نثری) کا موازنہ کرنے کے قابل ہو سکیں۔

نظیر اکبر آبادی (۱۷۳۵ء-۱۸۳۰ء)

نام سید ولی محمد اور تخلص نظیر تھا۔ والد کا نام سید محمد فاروق تھا۔ دِلّی میں پیدا ہوئے۔ بعد میں دہلی چھوڑ کر انھوں نے آگرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں کے ہو رہے۔ نظیر اکبر آبادی کا صرف بچپن آسودگی سے گزرا۔ جوانی اور بڑھاپا انتہائی غُربت میں گزارا۔ اُن کا ذریعۂ معاش درس و تدریس رہا۔ نظیر بنیادی طور پر نظم کے شاعر ہیں۔ نظموں میں انھوں نے اپنے عہد کی ترجمانی اور تصویر کشی کی ہے۔ اپنے دور کے تہذیبی مشاغل کے جو مختلف نقشے انھوں نے کھینچے ہیں، اس سے انسانوں کی دل چسپیوں کی ایک جامع تصویر آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتی ہے۔ مختلف تہوار، مثلاً عید، بقر عید، ہولی، بسنت، دیوالی، ان کی چہل پہل اور گہما گہمی، میلے ٹھیلے، رنگین اور زرق برق ملبوسات، موسم برسات، موسم سرما، پھل پھول، ترکاریاں، مٹی کے برتن، چھوٹے بڑے جان دار اور ایسی چیزیں اور مشاغل ہیں جن کے مرقعے اُن کی شاعری میں نظر آتے ہیں۔ اِسی لیے

انھیں "عوامی شاعر" کہا جاتا ہے۔ ان کی اہم خاصیت اُن کا ذخیرۂ الفاظ ہے، جسے ڈاکٹر ایس۔ ڈبلیو فیلن نے اپنی مرتب کردہ لغت میں جگہ دی۔ نظیرؔ کے کلام میں حقیقت پسندی، واقعہ نگاری، لفظی پیکر تراشی اور تشبیہات کا نرالا پن پایا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر اُن کا کلام اردو شاعری میں ایک منفرد انداز کی عکاسی کرتا ہے۔

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

- عوامی شاعری کسے کہتے ہیں اور کیوں؟
- مسدس اور مخمس ہیئت کیا ہوتی ہے؟

پڑھیں

دنیا میں، پادشہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا، ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی
ٹکڑے چبا رہا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی

فرعون نے، کیا تھا، جو دعویٰ خدائی کا
شداد بھی، بہشت بنا کر، ہوا خدا
نمرود بھی، خدا ہی، کہاتا تھا برملا
یہ بات ہے، سمجھنے کی، آگے کہوں میں کیا
یاں تک، جو ہو چکا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی

مسجد بھی، آدمی نے بنائی ہے، یاں میاں
بنتے ہیں، آدمی ہی امام، اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں، آدمی ہی قرآن، اور نماز یاں
اور آدمی ہی، ان کی چُراتے ہیں، جُوتیاں
جو ان کو، تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

یاں آدمی پہ جان کو وارے، ہے آدمی
اور آدمی پہ تیغ کو مارے، ہے آدمی
پگڑی بھی، آدمی کی اُتارے، ہے آدمی

چلا کے، آدمی کو پکارے، ہے آدمی
اور سن کے، دوڑتا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی

مرنے میں، آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار
نہلا دُھلا، اٹھاتے ہیں، کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی، پڑھتے جاتے ہیں، روتے ہیں زار زار
سب آدمی، ہی کرتے ہیں، مردے کے کاروبار
اور وہ جو، مر گیا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے، سے لے شاہ تا وزیر
یہ آدمی ہی، کرتے ہیں، سب کارِ دل پذیر
یاں آدمی، مرید ہے اور آدمی ہی پیر
اچھا بھی، آدمی ہی کہاتا ہے، اے نظیرؔ
اور سب میں، جو بُرا ہے، سو ہے وہ بھی آدمی

(کلیاتِ نظیر اکبر آبادی)

مشق

سننا

نظیر اکبر آبادی اُردو شاعری میں عوامی شاعر” کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں کیوں کہ اُنھوں نے اُن موضوعات پر قلم اُٹھایا جن کا تعلق عوام کی دل چسپی سے ہے۔ نظم آدمی نامہ” میں بھی اُنھوں نے دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کے عارضی پن کو ظاہر کرتے ہوئے انسانی معاشرے کی رنگارنگی بیان کی ہے کہ انسان ایک ایسی ہستی ہے جس کے ان گنت پہلو ہیں، کچھ اچھے اور کچھ برے۔ تاہم انسان کی پہچان اور شناخت یہی ہے کہ وہ نہ تو فرشتہ ہے اور نہ ہی شیطان۔ انسانی شخصیت کے اسی تنوع کا نام معاشرہ ہے۔

۱۔ ایک طالب علم/طالبہ درج بالا اشارات اور اہم نکات کو بلند آواز سے پڑھے جب کہ باقی طلبہ آدمی نامہ” کے شاملِ نصاب حصے کو پیشِ نظر رکھ کر ان اشارات اور اہم نکات کو سنتے ہوئے خود بھی تجزیہ کرتے ہوئے ایک پیراگراف کی صورت میں تحریری اظہار کریں۔

بولنا

۲۔ اصطلاحی، مجازی اور کنایاتی معانی

شامل نصاب حمد میں الفاظ کے لغوی، اصطلاحی، مجازی اور کنایاتی معانی پر بات ہو چکی ہے۔ آپ انھی نکات کو پیش نظر رکھ کر نظیر اکبر آبادی کی نظم ''بنجارہ نامہ'' یوٹیوب سے ڈاؤن لوڈ کریں۔ (اس کے لیے آپ اپنے استادِ محترم/استانی صاحبہ سے درخواست کر سکتے ہیں) موبائل فون یا ملٹی میڈیا کے ذریعے سُن کر تمام طلبہ باری باری اصطلاحی، مجازی اور کنایاتی معانی تک رسائی حاصل کریں۔

پڑھنا

۳۔ درج ذیل منظوم کلام پڑھ کر نظیر اکبر آبادی کے طرزِ تحریر کی شناخت کریں۔ رہ نمائی کے لیے شامل نصاب نظیر اکبر آبادی کے تعارف سے استفادہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

چلتا ہے آدمی ہی مسافر ہو ، لے کے مال
اور آدمی ہی مارے ہے پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہے اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہے میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہے ، سو ہے وہ بھی آدمی

بیوپار تو یاں کا بہت کیا، اب واں کا بھی کچھ سودا لو
جو کھیپ اُدھر کو چڑھتی ہے اُس کھیپ کو یاں سے لدوا لو
اُس راہ میں جو کھاتے ہیں ، اُس کھانے کو بھی منگوا لو
سب ساتھی پہنچے منزل پر، اب تم بھی اپنا رستہ لو
تن سُوکھا، کبڑی پیٹھ ہوئی، گھوڑی پر زین دھرو بابا
اب موت نقارہ باج چکا، چلنے کی فکر کرو بابا

۴۔ درج ذیل نظمیہ عبارات اپنی غرض و غایت اور ساخت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ پہلے تین اشعار علامہ اقبال کی نظم ''خطاب بہ جوانانِ اسلام'' سے ہیں جس کی غرض و غایت مسلم نوجوانوں کو اُن کا شان دار ماضی یاد دلا کر اُنھیں مستقبل کے لیے مائل بہ عمل کرنا ہے اور اس کی ساخت (ہیئت) قطعہ بند ہے جب کہ دوسری نظمیہ عبارت میں میر انیس کے مرثیے کے اشعار ہیں، جن میں کربلا میں گرمی کی شدت کو بیان کیا گیا ہے جب کہ اس کی ساخت (ہیئت)

مسدس ہے۔ ان دونوں نظمیہ عبارات کی غرض وغایت (موضوعات) اور ساخت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان کا مناسب اور محتاط موازنہ کریں۔

(الف)

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سردارا
تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تُو گفتار، وہ کردار، تُو ثابت وہ سیارا

(ب)

گرمی کا روزِ جنگ کی، کیوں کر کروں بیاں
ڈر ہے کہ مثلِ شمع، نہ جلنے لگے زباں
وہ لُو کہ الحذر! وہ حرارت کہ الاماں!
رَن کی زمیں تو سُرخ تھی اور زرد آسماں
آبِ خنک کو خلق ترسی تھی خاک پر
گویا، ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

ھ۔ نظم کو آپ نے پڑھا۔ درج ذیل بند کی حوالوں کے ساتھ تشریح کرتے ہوئے اس پر اپنی رائے دیں۔

فرعون نے، کیا تھا، جو دعویٰ خدائی کا
شداد بھی، بہشت بنا کر، ہوا خدا
نمرود بھی، خدا ہی، کہاتا تھا برملا
یہ بات ہے، سمجھنے کی، آگے کہوں میں کیا
یاں تک، جو ہو چکا ہے، سو ہے، وہ بھی آدمی

۱۶۔ درج ذیل اشعار کو درست تلفظ، لب و لہجہ، اتار چڑھاؤ اور ضرورت کے مطابق تاثر کے ساتھ پڑھیں۔

نظر جھکائے عروسِ فطرت، جبیں سے زُلفیں ہٹا رہی ہے
سحر کا تارا ہے زلزلے میں، افق کی لو تھرتھرا رہی ہے
روش روش نغمہ طرب ہے، چمن چمن جشنِ رنگ و بُو
طیور شاخوں پہ ہیں غزل خواں، کلی کلی گنگنا رہی ہے
کلی پہ بیلے کی کس ادا سے پڑا شبنم کا ایک موتی
نہیں یہ ہیرے کی کیل پہنے کوئی پری مسکرا رہی ہے

۱۷۔ نظم کے درج ذیل بند کی حوالوں (شاعری کے پس منظر، انداز بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح لکھیں۔

مسجد بھی، آدمی نے بنائی ہے، یاں میاں
بنتے ہیں، آدمی ہی امام، اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں، آدمی ہی قرآن، اور نماز یاں
اور آدمی ہی، ان کی چُراتے ہیں، جوتیاں
جو ان کو، تاڑتا ہے سو ہے، وہ بھی آدمی

۱۸۔ آدمی نامہ "کو پڑھ کر شاعر اور قاری کے نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے مرکزی خیال لکھیں۔

قواعد/زبان شناسی

۱۹۔ درج ذیل باہم متشابہ الفاظ کو پہچان کر انھیں جملوں میں استعمال کریں۔

ذلت، عید، ہجر، باد، ابد، خار، ضلت، بعد، حجر

سرگرمی

سکول لائبریری سے کلیات نظیر اکبر آبادی مہیا کرائیں اور اس میں سے ایسی نظموں کی فہرست بنائیں جن میں دنیا کی بے ثباتی، زندگی کے عارضی پن کو موضوع بنایا گیا ہو۔